کے درمیانی عرصے میں حیات ہوگا۔ اس کتاب میں پیغمبروں، خلفائے راشدین اور پیغامبر اسلام کے چچا حضرت عباسؓ سے متعلق ایک سو چودہ قصے بیان ہوئے ہیں۔ ان قصوں کے ضمن میں، کچھ قصے "آغاز آتش پرستیدن"، "اصل مجوسی"، "اصل ترسائی"، "قصہ اہل صروان" اور "قصہ اصحاب فیل" ایسے موضوعات کے لئے بھی وقف ہیں۔ پیغامبر اسلام کی سیرت، تمام غزوات کی روئداد اور حتیٰ کہ حضرت عائشہ اور صفوان کی داستان بھی جو ایک غزوہ ہی سے متعلق ہے، اس کتاب میں بیان کی گئی ہیں۔ شیطان اور فرشتوں کے افسانے بھی، انہیں قصوں کے ضمن میں بیان ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے یہ کتاب طویل ہوگئی ہے[1]

انبیاء کے بارے میں ایک دوسری کتاب بھی ہے۔ یہ ابونصر بخارائی کی "تاج القصص" ہے اس کتاب میں آفرینش جہان سے حسین بن علی علیہ السلام کی سرگزشت تک کا ذکر ملتا ہے۔ ایک اور کتاب عبدالواحد بن محمد مفتی کی "عجائب القصص" ہے عبدالواحد دسویں صدی ہجری میں حیات تھا۔ اس نے اپنی کتاب کو بیس ابواب میں تالیف کیا ہے اسی نوعیت کی دوسری کتابیں، عبداللطیف بیرجندی کے قصص الانبیاء تیرا سی اور بعض نسخوں میں پچاسی ابواب میں اور علی بن حسن زواری کی "مجمع الہدیٰ" ہے۔ مجمع الہدیٰ میں ائمہ اثنا عشر میں بارہویں امام تک کی سرگزشت ملتی ہے۔ ہم اس کتاب کے مؤلف زواری کے بارے میں آئندہ صفحات میں مزید گفتگو کریں گے[2]

---

[1] اس کتاب کو حبیب یغمائی کے مقدمے اور تصحیح کے ساتھ تہران سے، انتشارات بنگاہ ترجمہ ونشر کتاب نے شائع کیا ہے۔

[2] اس کتاب اور پیغمبروں کے قصوں پر دوسری کتابوں سے متعلق معلومات کیلئے رجوع کریں تاریخ ادبیات فارسی آتہ، ترجمہ ڈاکٹر رضا زادہ شفق، مطبوعہ تہران ۱۳۷۷، ص ۲۲۲، ۲۲۳ اور کتابخانہ آستان قدس کی قلمی نسخوں کی فہرست، ج ۷، (۱) تالیف احمد گلچین معانی۔

انہی کتابوں کے زمرہ میں، ان کتابوں کا بھی ذکر ہونا چاہیئے جو اثنا عشری ائمہ یا شہداء کے حالات پر لکھی گئی ہیں۔ مثال کے طور پر کاشفی سبزواری کی "روضۃ الشہداء"

اس نوعیت کی کتابوں کے ذکر کے بعد جنمیں پیامبروں اور اماموں کے حالات قصے اور شہادتوں کا بیان ہے، اب ہم ذکر کریں گے ان کتابوں کا جن میں مشائخ تصوف کے حالات قلمبند ہوئے ہیں۔ چونکہ ایسی کتابوں کے لکھنے والے عموماً ان شیوخ کے پیرو کار اور معتقد ہوتے ہیں اس لئے ان کی کتابوں میں اعتقادی عنصر بھی ملتا ہے۔ اسی وجہ سے بعض ایسی مبالغہ آمیز داستانیں یا روایتیں ان کتابوں میں زیادہ نظر آتی ہیں جو ان شیوخ کے بارے میں ان کی وفات کے بعد رواج پاتی ہیں۔ اس قسم کی کتابیں ایران اور ہندوستان میں کثرت سے لکھی گئی ہیں۔ ان کی نثر عام طور پر سادہ اور ایک مخصوص حسن اور لطف سے ہمکنار ہے۔ ان کتابوں میں جو قابل ذکر نظر آتی ہیں ان میں کمال الدین محمد نوادہ شیخ ابوسعید ابی الخیر کا ایک مختصر سا مجموعہ ہے۔ یہ مجموعہ "حالات وسخنان شیخ ابوسعید ابوالخیر کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ اس کے علاوہ محمد بن منور کی اسرار التوحید فی مقامات الشیخ ابی سعید" ہے۔ اس کتاب کو بھی ایک بار زوکوفسکی نے ۱۸۹۹ء میں پیٹرزبورگ (موجودہ لینن گراڈ) اور راقم نے ۱۳۳۲ میں تہران سے شائع کیا تھا۔ موخرالذکر کتاب، درحقیقت ایک ایسی کتاب ہے جس میں اوائل پانچویں صدی ہجری کے نہایت معروف صوفی شیخ ابوسعید ابی الخیر کے مکمل اور جامع حالات اور اقوال درج ہیں [1]۔ یہ کتاب تین ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں شیخ کے حالات تین مرحلوں میں تقسیم ہیں یعنی "ابتداء حالت" "وسط حالت" اور "انتہا حالت" ان میں سے ہر مرحلے کے ضمن میں شیریں اور دلپذیر حکایتیں سادہ اور دلکش نثر میں بیان کی گئی ہیں۔ اسی طرح شیخ کی زبان سے نکلنے والے

---

[1]۔ شیخ کی سوانح کے لئے تاریخ ادبیات در ایران از ڈاکٹر صفا ج ۱ طبع سوم، ص ۲۰۳-۲۰۶ ملاحظہ ہو یہاں اس معروف عارف کے حالات زندگی سے متعلق بعض قدیم منابع کا ذکر کیا گیا ہے

اشعار بھی مناسبت کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں۔ یہ کتاب چھٹی صدی کے نصف دوم (بارھویں صدی عیسوی کا نصف دوم) میں مکمل ہوئی۔ اس کتاب سے صرف شیخ ابوسعید ابی الخیر کے حالات زندگی کے بارے میں ہی استفادہ نہیں کیا جاتا بلکہ یہ کتاب خراسان میں شیخ کے چند دوسرے معاصر مشائخ اور بعض اہم تاریخی واقعات کے مطالعہ کے لئے بھی ایک سودمند ماخذ ہے۔

اس قسم کی دوسری کتابوں میں جو بالکل اسی طرز پر لکھی گئی ہیں، ایک شیخ احمد جام معروف بہ زندہ پیل کے مقامات پر ہے۔ اس کتاب کو "انتشارات بنگاہ ترجمہ و نشر کتاب" نے شائع کیا ہے۔ ہم اس کتاب کے بارے میں آئندہ بھی گفتگو کریں گے۔

ایک دوسری کتاب "طبقات صوفیہ" ہے یہ کتاب فارسی کی ایک معتبر اور خواجہ عبداللہ انصاری کی مشہور تصنیف ہے۔ شیخ الاسلام ابو اسمٰعیل عبداللہ بن محمد انصاری ہروی ۳۹۶ - ۴۸۱ھ / ۱۰۰۵ - ۱۰۸۸ء) معروف صحابی ابوایوب انصاری کی اولاد میں سے ہیں۔ مخصوص اسلوب میں ان کے رسائل فارسی نثر میں بہت شہرت رکھتے ہیں۔ طبقات الصوفیہ کو، اصلاً ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین السلمی نیشاپوری (متوفی: ۴۱۲ھ ۱۰۲۱ء) نے عربی میں تالیف اور اسے مشایخ کے پانچ طبقوں کے حالات زندگی اور اقوال بیان کرنے کے لئے وقف کیا ہے۔ جیسا کہ جامی نے نفحات الانس میں لکھا ہے کہ خواجہ عبداللہ انصاری اس کو اپنی مجالس میں لکھوانے تھے اور کچھ مطالب اور اقوال کا اضافہ کرانے تھے۔ اور ان کے مریدوں میں سے ایک اسے جمع کرتا تھا۔ نتیجہ کے طور پر ایک ایسی کتاب وجود میں آئی جو ہروی لہجہ سے شدید طور پر متاثر ہے۔

ایک بہت معروف کتاب جو اس تاریخ کے بعد صوفی مشائخ کے احوال و اقوال کے بارے میں لکھی گئی، فریدالدین محمد بن ابراہیم معروف بہ عطار نیشاپوری کی "تذکرۃ الاولیا" ہے عطار مشہور شاعر اور مصنف ہیں اور چھٹی صدی اور ساتویں صدی کے

اوائل (بارھویں صدی کے اواخر اور تیرھویں صدی کے اوائل) میں زندہ تھے۔ عطار ایک بزرگ عارف، شیخ نجم الدین کبریٰ کے تربیت یافتہ ہیں جو مغولوں کے حملے (تیرھویں صدی کے آغاز) میں خوارزم میں قتل کردئے گئے تھے۔ عطار نے "تذکرۃ الاولیا" میں بزرگ مشائخ کے احوال واقوال ومقامات درج کئے ہیں۔ اس کتاب کے بارے میں آئندہ صفحات میں مناسب مقام پر گفتگو کی جائے گی۔

اگر جلابی ہجویری غزنوی کی کشف المحجوب کو ایسی کتابوں کے زمرہ میں شمار کیا جائے جو مشائخ کے حالات پر لکھی گئی ہیں تو اس کتاب کا محل ذکر اس سے پہلے ہوتا لیکن راقم کی اس کتاب میں "کشف المحجوب" کا مفصل ذکر تصوف کی کتابوں کی بحث میں آئے گا۔ اس جگہ ہم صرف یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اس کتاب کے ایک محدود حصّے میں مشائخ کے ناموں کا فہرست وار ذکر ہے اور باقی حصّہ بیشتر اصول تصوف کے بیان کے لئے مخصوص ہے۔

اس کے علاوہ ساتویں اور آٹھویں صدی ہجری میں تراجم احوال پر ایک دوسری مشہور کتاب لکھی گئی یہ "فردوس المرشدیہ فی اسرار الصمدیہ" مؤلفہ محمود بن عثمان ہے اس کتاب میں مشہور صوفی شیخ ابواسحٰق کازرونی (متوفی: ۴۲۶ھ/۱۰۳۴ء) کے حالات زندگی بیان کئے گئے ہیں۔ اسے اصل میں ابوبکر محمد بن عبدالکریم (متوفی: تقریباً ۵۰۲ھ/۱۱۰۸ء) نے عربی میں تالیف کیا تھا۔ کازرون میں ۷۲۸ھ (۱۳۲۷ء) اس کتاب سے استفادہ کیا گیا اور اسے فارسی میں تالیف کیا گیا۔ اس کتاب کی نثر کہیں کہیں خواجہ عبداللہ انصاری کے اسلوب سے نزدیک ہے لیکن خواجہ انصاری کی مہارت اور شیریں بیانی، اس کتاب میں کہیں نظر نہیں آتی[1] اسی نوعیت کی ایک دوسری اہم کتاب "سیر الاولیا" ہے جو ۸۰۰ھ (۱۳۹۷ء) میں تالیف ہوئی۔ اس کے مؤلف حضرت خواجہ نظام الدین چشتی دہلوی معروف بہ اولیاء کے

---

[1] اس کتاب کے بارے میں رجوع کریں: فردوس المرشدیہ پر FRITZ MEIR کا مقدمہ اور مطبوعہ تہران کا مقدمہ جس میں ایرج افشار نے FRITZ کے مقدمے کا ترجمہ کیا ہے اور اس کی تکمیل کے لئے کچھ اضافے کئے ہیں۔

خلیفہ سید محمد مبارک علوی کرمانی معروف بہ "امیر خسرو" ہیں۔ مؤلف نے اپنی کتاب کو پہلے چشتیہ سلسلہ کے مشائخ کے ذکر اور ان کے نسب خرقہ سے شروع کیا اور سلطان المشائخ نظام الدین اولیاء سے مقدم مشائخ کے احوال اس میں بیان کئے ہیں — ۔اس کے بعد، مؤلف نے نظام الدین اولیا اور ان کی اولاد کے احوال و اقوال کا مفصل ذکر کیا ہے ۔مؤلف نے اپنی اس مفصل کتاب کے آخر میں اصول تصوف اور آداب صوفیہ کی مکمل شرح و توضیح بیان کی ہے یہ کتاب ۱۸۸۵ عیسوی میں دہلی سے شائع ہو چکی ہے ۔

صفوی بادشاہوں کے جد اعلیٰ، شیخ صفی الدین اردبیلی کے مقامات، کرامات اور مقالات کے بیان میں ۔ایک مشہور کتاب موجود ہے اس کا نام "صفوۃ الصفا یا "مواہب السنیۃ فی مناقب الصفویہ" ہے جو ایک مرتبہ بمبئی سے شائع ہوئی تھی۔ اس کتاب کا مؤلف توکلی بن اسمعیل اردبیلی مشہور بہ "ابن بزاز" ہے جس نے یہ کتاب ۷۵۹ھ/ ۱۳۵۷ء میں تالیف کی لیکن اس کتاب کو شاہ طہماسپ صفوی کے حکم پر ابوالفتح حسینی نے دوبارہ بہتر ڈھنگ سے لکھا اور شیعہ مذاق کے مطابق اسے ترتیب دیا ہے۔[1]

اسی موضوع پر ایک دوسری معروف کتاب مشہور شاعر نورالدین عبدالرحمان جامی ۸۱۷ — ۸۹۸ھ/ ۱۴۱۴ - ۱۴۹۲ء) کی نفحات الانس من حضرت القدس" ہے یہ کتاب ۸۸۳ھ (۸۔ ۱۴۷۶ء) میں تالیف ہوئی اس میں چھ سو چودہ (۶۱۴) صوفی مشائخ کے حالات زندگی نقل ہوئے ہیں ۔ان میں بیشتر، خواجہ عبداللہ انصاری کی طبقات صوفیہ کی بنیاد پر لکھے گئے ہیں جبکہ خود طبقات صوفیہ محمد بن حسین سلمی نیشاپوری کی "طبقات الصوفیہ کا ترجمہ ہے جو قدیم زمانے سے معروف ہے "نفحات الانس میں اصول تصوف پر ایک

---

[1] فہرست کتب خطی آستانہ قدس رضوی، جلد ہفتم (۱) ص ۱۳۱ تالیف احمد گلچین معانی۔

مفصل مقدمہ ہے۔ اس کتاب میں جامی کی نثر سادہ اور رواں ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب صوفیہ کی معتبر ترین کتابوں میں شمار کی جاتی ہے[۱] جامی کے ایک شاگرد، مولانا رضی الدین عبدالغفور لاری (متوفی ۹۱۲ھ/۱۵۰۶ء) نے جامی کے لڑکے ضیاء الدین یوسف کے لئے اس کتاب کی شرح لکھی اور اس کے مشکل حصوں کی توضیح کی اور اس کے خاتمے پر جامی کے حالات زندگی کا تفصیل سے ذکر کیا ہے[۲]

ان متعدد کتابوں میں جو اسی موضوع پر لکھی گئی ہیں "رشحات عین الحیات" کا ذکر بھی ضروری ہے۔ اس کتاب میں نقشبندیہ فرقے کے ایک سرکردہ پیشرو خواجہ عبیداللہ احرار اور بعض دوسرے بزرگان طریقت کے مقامات کی شرح ملتی ہے۔ اس کتاب کے مؤلف ملا حسین واعظ کاشفی سبزواری کے لڑکے فخرالدین علی واعظ متخلص بہ صفی ہیں جو ۹۳۹ھ ۱۵۳۲ء میں فوت ہوئے[۳]

ایسی کتابوں میں جو صوفیوں کے مقامات اور حالات زندگی پر ہندوستان میں لکھی گئی ہیں۔ "نفحہ عارفان" کا ذکر بھی یہاں لازمی ہے۔ اس کے مؤلف شیخ مخدوم بخش کے لڑکے شیخ احمد علی نے اسے ۱۲۹۱ ہجری (۱۸۷۴ء) میں پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اس کتاب میں صوفیہ، انبیاء، اولیاء، اقطاب اور مشائخ کے متعدد خاندانوں کے بنیادی حالات کے متعلق وسیع معلومات فراہم کی گئی ہیں۔ اس کے بعد مؤلف نے ہندوستانی اولیاء اور مشائخ کا ذکر کیا ہے۔ اس کتاب میں چار ابواب ہیں۔ ہر باب متعدد منازل پر منقسم ہے اس کتاب کی اہمیت خاص طور پر ہندوستانی مشائخ اور مشائخ کے خاندانوں کے احوال میں پوشیدہ ہے[۴] دوسری جملہ کتابوں میں جن سے یہی مقصد حاصل ہوتا ہے، محمد حسین

---

[۱] تاریخ تحول نظم و نثر فارسی، ڈاکٹر صفا، طبع سوم، تہران، ۱۳۴۱ شمسی ص ۸۰-۵۹ [۲] فہرست کتب خطی آستانہ قدس، جلد ہفتم (۱) [۳] تاریخ تحول نظم و نثر فارسی، طبع سوم، ص ۶۲ [۴] اس کتاب اور اسکے مؤلف کے بارے میں اطلاعات کیلئے رجوع کریں: پروفیسر محمد باقر کا اس کتاب پر مقدمہ جو ۱۹۶۵ء میں لاہور سے شائع ہوئی۔

کی "انوار العارفین" اور الٰہی بخش خان بلوچ کی "خاتم سلیمانی" مفتی غلام سرور لاہوری کی "خزینۃ الاصفیاء" اور نجم الدین ناگوری کی "مناقب المحبّین" ہیں۔

ان معتبر کتابوں میں جو ہندوستانی صوفی مشایخ کے حالات پر لکھی گئی ہیں، ایک "زبدۃ المقامات" ہے۔ یہ ۱۰۳۷ھ (۱۶۲۸ء) میں تالیف ہوئی۔ اس بہتر اسلوب نگارش کی کتاب میں ہندوستان کے نقشبندیہ سلسلہ کے خواجہ محمد الباقی، ان کی اولاد اور خلفار میں مولانا امان اللہ لاہوری تک کے احوال زندگی بیان کئے گئے ہیں۔

اس قسم کی ایک دوسری کتاب "سیر الاقطاب" ہے۔ اسے الہدیہ بن شیخ عبدالرحیم بن شیخ مینا الچشتی العثمانی نے ۱۰۳۶ ہجری (۱۶۲۶ء) میں تالیف کیا۔ اس میں سلسلۂ مشائخ چشت کے زمانۂ آغاز سے شیخ عبدالسلام شاہ اعلیٰ (متوفی ۱۰۳۲ھ/۱۶۲۳ء) کی وفات تک کے مشایخ کے احوال درج ہیں۔

اسی زمرہ کی کتابوں میں، مشہور کتاب "مجالس المومنین" کا ذکر بھی ہونا چاہیئے۔ اس کتاب کو قاضی نور اللہ شوشتری نے شیعہ برگزیدہ ہستیوں اور ان کے محاسن ومکارم پر تالیف کیا ہے۔ اس میں اثنا عشری فرقے کے مجتہدین احکام، راویان احادیث، حکمار، متکلمین صوفیہ سلاطین، وزرار، امرار اور شعرا کے طبقوں کا نام لیا ہے۔ اس مبالغے کے نتیجے میں جو مؤلف نے اس کتاب میں روا رکھا ہے حتیٰ کہ اہل سنت کی بعض اہم شخصیتوں کو تشیع سے منسوب کرنے سے بھی احتراز نہیں کیا ہے۔ قاضی نور اللہ کو ۱۰۱۹ھ (۱۶۱۰ء) میں مغل بادشاہ جہانگیر کے حکم سے قتل کر دیا گیا۔ یہ آگرہ میں دفن ہیں۔

اس کتاب پر محافل المومنین کے عنوان سے ایک تتمہ لکھا گیا ہے۔ اس تتمہ کو قزوین کے شیخ الاسلام محمد شفیع بن بہار الدین محمد حسینی عاملی نے ۱۱۹۰ ہجری (۱۷۷۶ء) میں تالیف کیا اور اسمیں صفوی، افشاری، کریم خان زند، دکن کے قطب شاہی، بیجاپور کے عادل شاہی، ہندوستان کے بعض مغل بادشاہ، شعرا، خوشنویس، علمار اور بزرگان تشیع کے بارے میں

مطالب ترتیب دئے ہیں [1]

ایسی اور دوسری کتابیں بھی فارسی میں ملتی ہیں جنہیں وزرا اور معروف اشخاص کے احوال زندگی درج ہیں۔ دراصل یہ کتابیں ان کتابوں کی تقلید ہیں جو اسی موضوع پر عربی میں لکھی گئی ہیں۔ اس قسم کی حتیٰ کہ سب سے اہم کتاب "تجارب السلف" ابن الطقطقی کی "الفخری" کا ایک طرح سے ترجمہ ہی ہے۔ "تجارب السلف" کا مؤلف ہندوشاہ بن سنجر نخجوانی ہے جس نے یہ کتاب ۷۲۴ھ (۱۳۲۴ء) میں مکمل کی۔ اس کا موضوع خلفاء اور وزراء کی تاریخ ہے۔ جیسا کہ مؤلف نے خود اپنے مقدمے میں لکھا ہے۔ اس کا بیشتر حصہ — ابن الطقطقی (یعنی صفی الدین محمد بن علی العلوی الطقطقی) کی تصنیف "الفخری" (یعنی منیۃ الفضلاء فی تواریخ الخلفاء والوزراء) سے منقول ہے۔ اس کے علاوہ مصنف نے خود بھی اس پر کچھ مطالب کا اضافہ کیا ہے چنانچہ اس کی کتاب اصل سے مفصل تر اور زیادہ مطالب پر حاوی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ابن الطقطقی کے مقابلے میں ہندوشاہ کی دسترس میں زیادہ ماخذ تھے۔ بہرحال اس نے تجارب السلف کو پیغامبر اسلام کی مختصر سیرت سے شروع کیا ہے اس کے بعد خلفاء کے تین طبقوں خلفا خمسہ، حکومت امویان، حکومت عباسیان) عباسی خلفاء کے حالات کے ضمن میں مصر میں علویوں کی ماتحت حکومتوں، آل بویہ اور سلجوقیوں کی حکومتوں کے حالات قلم بند کئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان تین ادوار کے مشہور وزراء اور المستعصم باللہ (۶۵۶ھ/ ۱۲۵۸ء) کی خلافت کے خاتمے تک ماتحت حکومتوں کا تعارف کرایا ہے اور ان کے حالات تفصیل سے بیان کئے ہیں [2]

---

[1] احمد گلچین معانی: فہرست کتب خطی آستان قدس، جلد ہفتم [2] تجارب السلف اور اس کے مؤلف کے بارے میں تفصیل کے لئے رجوع کریں: تجارب السلف، مطبوعہ تہران ۱۳۱۳ ہجری شمسی پر عباس اقبال آشتیانی کا مقدمہ۔

اسی نوعیت کی دوسری معتبر کتاب ناصرالدین منشی کرمانی کی "نسائم الاسحار فی لطائم الاخبار" ہے۔ اس نے اپنی کتاب ۷۲۵ھ (۱۳۲۴ء) میں تالیف کی جو خلفائے راشدین کے وزرار کے ذکر سے شروع ہوتی ہے اور اس میں خلفائے عباسی کے وزرار کا حال بھی شامل ہے۔ اس کے بعد ایک مخصوص فصل "ذکر وزرای بادشاہان وسلاطین انار اللہ برہانہم وثقل بالحسنات میزانہم" کے تحت، سامانی، غزنوی، سلجوقی، خوارزمشاہی، عظیم چنگیزی سلسلے کے بادشاہوں اور اس کے بعد ایران کے ایلخانی بادشاہوں کے وزرار کا ذکر کیا ہے اور ان کے حالات بیان کئے ہیں۔ مؤلف کے بہتر طرز نگارش سے صرفِ نظر، اس کتاب کی ایک دوسری اہمیت کا ذکر بھی کیا جاسکتا ہے اور وہ ہے مؤلف کی وہ توجہ جو اس نے پہلی بار (جیسا کہ ہمیں علم ہے)

اسلامی عہد کے ایرانی بادشاہوں کے وزرار کے مستقل ذکر پر مبذول کی ہے [1]

نویں صدی ہجری کے نصف دوم (پندرھویں صدی عیسوی کا نصف دوم) یعنی نسائم الاسحار کی تالیف سے ایک صدی سے کچھ زیادہ عرصے بعد ایک دوسری کتاب وجود میں آئی۔ اس کا نام "آثار الوزرار" ہے جسے سیف الدین حاجی بن نظام عقیلی نے تالیف کیا ہے مؤلف نے اپنی کتاب کا ایک حصہ، نسائم الاسحار سے اخذ کیا ہے اور اس میں کچھ مطالب کا اضافہ بھی کیا ہے۔ مجموعی طور پر یہ کتاب نسائم الاسحار سے مفصل تر اور بیشتر مطالب پر حاوی ہے۔ مؤلف نے اپنی کتاب کو زمانۂ ماقبل اسلام سے شروع کیا ہے۔ اس کے بعد

---

[1] اس کتاب اور اس کے مؤلف اور اس کی خصوصیات کے لئے رجوع کریں: نسائم الاسحار مطبوعہ دانش گاہ تہران کا مقدمہ۔

خلفائے راشدین، بنی امیہ اور آل عباس کے وزرار کا ذکر کیا ہے۔ ان تمام ابواب میں وزرا اور خلفائے کے بارے میں دلچسپ حکایتیں بیان کی گئی ہیں۔ ان حکایات کا بڑا حصہ ،جوامع الحکایات"، "الفرج بعد الشدۃ" اور محمد بن جریرالطبری کی تاریخ سے منقول ہے۔ یہ کتاب بھی نسائم الاسحار کی طرح سامانی دور کے وزراد کے حالات سے شروع ہوتی ہے اور مختلف ابواب میں بالترتیب غزنوی، آل بویہ، آل سلجوق، خوارزمشاہی چنگیز خانیوں، آل منظفر، غوری بادشاہ، امیر تیمور گورکانی اور اس کی اولاد کے وزرار کا ذکر کیا گیا ہے۔ کتاب کے آخر میں ایک باب معاصر وزیر اور مؤلف کے سرپرست و مربی یعنی سلطان حسین بالقیرا کے وزیر خواجہ قوام الدین نظام الملک خوافی کے مناقب و حالات کے بیان کے لئے مخصوص ہے [۱]

ان کتابوں کے بعد وجود میں آنے والی ایک معتبر اور سود مند کتاب، غیاث الدین بن ہمام الدین مشہور بہ "خواندمیر" کی "دستورالوزراء" ہے۔ یہ روضۃ الصفا کے مؤلف میرخواند کا نواسہ تھا اور خود حبیب السیر ایسی معروف کتاب کا مصنف ہے۔ خواندمیر ۹۴۱ہجری (۱۵۳۴ء) میں ہندوستان میں فوت ہوا۔ اس کی قبر حضرت نظام الدین اولیاء کے مقبرہ کے قرب وجوار میں ہے۔ "دستورالوزراء" ایک مرتبہ ۹۰۶ ہجری (۱۵۰۰ء) میں تالیف ہوئی لیکن کچھ اضافوں کے بعد ۹۱۴ ہجری (۱۵۰۸ء) میں دوبارہ پایۂ تکمیل کو پہونچی۔ خواندمیر نے بھی اپنے اسلاف میں، سیف الدین عقیلی کی طرح اپنی کتاب کو قبل اسلام کے وزراء کے حالات سے شروع کیا ہے۔ اس کے بعد مختلف اسلامی ادوار بیان کئے ہیں گزشتہ کتابوں کے مقابلے میں اس میں مطالب زیادہ ہیں۔ خاص طور پر مغول عہد اور اس کے بعد کے دور کے سلاطین سلغری (اتابکان فارس) کے وزراء اور تیموری دور

---

[۱] یہ کتاب آقای محدث کے مقدمے، حواشی اور تعلیقات کے ساتھ۔ دانشگاہ تہران سے ۱۳۳۷ء میں شائع ہوئی ہے۔

کے بہت سے وزرا کے حالات مؤلف کے عہد تک یعنی اس دور کے آخر تک اس میں بیان کئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ، تمام ابواب میں قابل توجہ اضافات بھی ہیں۔ اس وجہ سے کہا جاسکتا ہے کہ دستور الوزراء فارسی زبان میں وزراء کے حالات پر مشتمل، مفصل ترین کتاب ہے۔ مزید برآں، یہ اس زمرہ کے جملہ معتبر ماخذ میں شمار ہوتی ہے [۱]

لیکن علماء و حکماء کے حالات پہ فارسی زبان میں سوائے علی بن زید البیہقی کی "تتمہ صوان الحکمۃ" کے جسے مرحوم پروفیسر محمد شفیع نے شائع کیا اور اسی کو تہران میں مجید موقر کی ادارت میں نکلنے والے مجلہ مہر میں دوبارہ شائع کیا گیا، عہد قاچار کے علاوہ کبھی کوئی قابل ذکر کتاب ترتیب نہیں دی گئی۔ اس کے علاوہ، مولانا مقصود علی تبریزی نے ۱۰۱۱ ہجری (۱۶۰۲ء) میں ساتویں صدی ہجری کے ایک عالم شمس الدین محمد بن محمود شہرزوری کی "نزہۃ الارواح و روضۃ الافراح" کا ترجمہ کیا۔ اسی قسم کی ایک کتاب مرحوم ڈاکٹر عبدالحسین فیلسوف الدولہ کی "مطرح الانظار" ہے۔ اسی طرح قفطی کی "اخبار الحکماء" کا ترجمہ ہوا جس کے نام سے راقم السطور کا صرف ایک بار سابقہ پڑا ہے لیکن ایک مفصل اور مکمل کتاب جو اس عنوان پہ فارسی زبان میں مرتب ہوئی "نامۂ دانشوران" ہے اس کتاب کو ناصرالدین شاہ قاچار کے عہد سلطنت میں اسی بادشاہ کے حکم سے چند معروف معاصر علماء نے تالیف کیا ہے۔ یہ مفصل کتاب، اسلامی تہذیب و تمدن کے علوم عقلی و نقلی کے مختلف شعبوں کے تمام معروف علماء کے اسماء اور حالات پہ حاوی ہے۔ اور اپنے موضوع پہ فارسی زبان میں لکھی جانے والی سب سے مفصل اور معتبر کتاب ہے۔ اس کتاب میں علماء و ادباء کے نام حروف تہجی کے مطابق مدوّن ہوئے ہیں۔ لیکن یہ کتاب نامکمل رہ گئی۔ در حقیقت اس کتاب کا آدھے سے زیادہ حصہ مدوّن اور شائع نہیں ہوا۔ بہرصورت یہ کتاب جملہ مکمل اور جامع کتابوں میں شمار ہوتی ہے۔ (باقی آئندہ)

---

[۱] یہ کتاب سعید نفیسی کے مقدمے، فہرست اور تصحیح کے ساتھ ۱۳۱۷ میں تہران سے شائع ہوئی ہے

تبصرے

اجتہاد کا تاریخی پس منظر از مولانا محمد تقی امینی. تقطیع متوسط ضخامت ۲۱۶ صفحات کتابت وطباعت متوسط، قیمت مجلد -/۱۸ روپیہ ادارۂ علم وعرفان، امینی منزل، وردہ پور روڈ علی گڑھ۔

فقہ کی تدوین وترتیب کی تاریخ اس کے ماخذ ومصادر اور اس کی نوعیت وکیفیت یہ مباحث مولانا محمد تقی امینی کے موضوع فکر ونظر مستقل طور پر رہے ہیں اور اس سلسلہ میں وہ متعدد کتابیں شائع کر چکے ہیں جو ارباب علم کے حلقوں میں قدر وعزت کی نگاہ سے دیکھی گئیں اور مقبول ہوئیں زیر تبصرہ کتاب بھی اس سلسلہ کی ایک کڑی ہے اور یہی وجہ ہے کہ دوسری کتابوں میں اور اس میں متعدد مضامین مشترک آ گئے ہیں اور ایسا ہونا ناگزیر ہے کیونکہ فقہ کا جو تاریخی پس منظر ہے وہی اجتہاد کا تاریخی پس منظر ہے اور فقہ میں احوال زمانہ کی رعایت پر بحث کیجئے تو فقہ اور اجتہاد کے تاریخی پس منظر کی جھلک یہاں بھی نظر آ جاتی ہے تاہم فقہ اور اجتہاد میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ایک مبدا ہے اور دوسرا غایت، اس حیثیت سے اجتہاد کا تاریخی پس منظر ایک مستقل تالیف کا متقاضی تھا، چنانچہ اس کتاب میں ابتداءً اجتہاد کی تعریف